ریاست قلات میں نظام قضاء کا تحقیقی جائزہ

System of Qaza'a (Judiciary) In Kalat State

رضوان اللہ*

ABSTRACT:

In Islam the system of Judiciary halds an immense importance the judiciary after faith is counted as an important obligation amongst all other obligations and is eminent and virtous amongst all outs of worships. The virue of judiciary is mentioned at hundreds of places in the Quran and in the Ahadiths. The Progression of the system of judiciary has been hard from the begning of the prophet hood, during the Rashidun ealiphale and is promulgated till tody.

Before the existence of Pakistan there were many states amongst which one was the state of Kalat. Where the Baloch Government was setup in 1530 Meer Ahmed Yar Khan was elected as the Khan of Kalat. Who at the very Beginning laid the foundation of the system of judiciary? The details about this would be discussed in the article ahead.The Government of Balochs was set up in Kalat the foundation of system of judiciary here was first of all laid by Mir Ahmed Yar Khan. First of all juges were appointed in every district.

Keywords: Kalat State, Baloch Government, Judiciary, Islamic rules.

قضاء کی لغوی معنی

لغت میں قضاء کا معنی حکم اور فیصلہ کے ہیں اور یہ باب قظی یقظی (ضرب یضرب) فیصلہ کرنا اور قظی یقظی (تفعیل) قاضی بنانا کے معنی میں آتا ہے۔ قاضی شرعی حاکم کو کہتے ہیں اور اس کی جمع قضاۃ ہے۔ قضیتہ کا معنی معاملہ ہے اور اس کی جمع قضایا آتی ہے۔[1]

اس کے علاوہ عربی زبان میں لفظ ''قضاء'' کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔ان سب میں جو مفہوم مشترک ہے وہ کسی چیز کے مکمل طور پر طے کر دینے یا ختم کر دینے کے ہیں. چنانچہ اس کے ایک معنی'' حکم'' دینے کے ہیں جیسے وَ قَظٰی رَبُّكَ [2]''اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے'' ۔ اس کے معنی ادا کر دینے کے بھی ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں ہے کہ: فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃ[3]''جب نماز ادا کر دی جائے''۔لغت کی کتابوں میں لفظ قضاء کے متعدد معنی آئے ہیں۔ ''لیکن فریقین کے درمیان فیصلہ کرنا''اس کا کثیر الاستعمال مفہوم ہے۔اس کے علاوہ فقہاء نے قضاء کی قانونی اور اصطلاحی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے۔علامہ کاسانی نے قضاء کی تعریف یوں کی ہے:

القضاء ھو الحکم بین الناس بالحق والحکم بما انزل اللہ عزوجل۔[4]

ترجمہ: ''قضاء کا معنی ہے لوگوں کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کرنا اور اس قانون کے مطابق فیصلہ کرنا جو اللہ نے

*M.Phil Scholar, Deptt: of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
E.mail: qazirizwan114@gmail.com

نازل کیا ہے۔"

ارشاد باری ہے:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۔[5]

ترجمہ: "اور حکم دیا ہے تیرے رب نے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو"۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ: "اہل حجاز نے کہا لغت میں قاضی اس شخص کو کہتے ہیں جو معاملات میں فیصلہ کرنے والا اور حکم نافذ کرنے والا ہو صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہؐ نے فرمایا ھذا قضی علیہ محمد "یہ وہ ہے جس کا محمدؐ نے فیصلہ فرمایا"[6]

قرآن مجید کی روشنی میں قضاء کی اہمیت:

اسلام میں عدل کا مرکزی اور اولین ماخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید نے جو نظام عدل پیش کیا ہے اس نے انسانوں کی زندگی میں میانہ روی اور اعتدال پر رہنے کی تلقین ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں نظام عدل قائم کرنے اور ہر زاویہ زندگی میں عدل وانصاف کو اپنانے کی ہدایت فرمائی۔ القضاء با لعدل اور القیام بالقسط "یعنی عدل وانصاف اور قانونی مساوات"۔ قرآن مجید میں اس اصول کا ذکر لفظ "عدل" کے ساتھ آیا ہے اور اس کا تذکرہ کئی آیات میں واضح طور پر ہوا ہے۔ اور قسط بمعنی انصاف اس کا تذکرہ بھی کئی آیات میں آیا ہے۔ احادیث رسول ﷺ اور اقوال صحابہؓ و تابعین میں عدل اور عادل کی مدح اور ظلم اور ظالم کی مذمت سینکڑوں مرتبہ کی گئی ہے۔ اب ان آیات میں سے چند کا ذکر ہوگا جن میں عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ [7]

ترجمہ: "اے داؤدؑ! ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ (نائب اور حاکم) بنایا ہے۔ پس لوگوں میں حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا۔ اور آئندہ بھی نفسانی خواہشات کی پیروی مت کرنا۔ (اگر ایسا کروگے) وہ خدا کے راستے سے تم کو بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے وہ روز حساب کو بھولے رہے"۔

اس آیت سے اسلام کے سیاسی و قانونی نظام میں عدل گستری کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو خلافت الٰہی اور نیابت خداوندی کی ذمہ داریاں سپرد کرنے کے ساتھ ہی جو سب سے پہلا فریضہ ان پر عائد کیا وہ لوگوں کے مابین حق وانصاف کے ساتھ فیصلے کرنے کا حق تھا۔ اسی وجہ سے مفسرین نے لکھا ہے کہ اسلامی نظام عدل کا قیام اسلامی ریاست کے اولین فرائض میں سے ہے۔ اسلامی ریاست کے سربراہ کے لئے یہ چیز فرض عین کا درجہ رکھتی ہے۔ کہ وہ اسلامی اصول کے مطابق ایک ایسی عدلیہ قائم کریں جو لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کی ذمہ داریاں پوری کرے۔[8]

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ [9]

ترجمہ: "مسلمانوں کا قول صرف یہی ہو سکتا ہے جب کہ ان کو(کسی مقدمہ میں)اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں کہ وہ(خوشی خوشی) کہہ دیتے ہیں(ہم نے سن لیا اور مان لیا)اور ایسے ہی لوگ آخرت میں فلاح پائیں گے"۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [10]

ترجمہ: "پھر قسم ہے آپ کے رب کی، یہ لوگ ایمان والے نہیں ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ کو فیصلہ کن حیثیت دیں(اور آپ سے تصفیہ کرائیں) پھر آپ کے اس فیصلہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کریں"۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرماتا ہے:

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ [11]

ترجمہ: "اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں"۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودیؒ(م 1979ھ) لکھتے ہیں کہ:" کہ میں ان ساری گروہ بندیوں سے الگ رہ کر بے لاگ انصاف پسندی اختیار کرنے پر مامور ہوں۔ میرا کام یہ نہیں کی کسی گروہ کے حق میں اور کسی گروہ کے خلاف تعصب برتوں۔ میرا سب انسانوں سے یکساں تعلق ہے اور وہ ہے سراسر عدل وانصاف کا تعلق"۔[12]

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت میں تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:"اور مجھ پر حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں جو اختلاف تم نے ڈال رکھے ہیں ان کا منصفانہ فیصلہ کروں اور تمہارے معاملات میں عدل و مساوات قائم کروں"۔[13]

اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ یوں رقمطراز ہیں:"مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر قسم کے ظلم وستم کا خاتمہ کروں۔ تمام باطل کا قلع قمع کردوں۔ زندگی کے ہر شعبے میں ایسا نظام رائج کردوں کہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ تبلیغ احکام میں، تنفیذ احکام میں، امیر، غریب، شاہ، گدا، عربی، عجمی، میں کوئی امتیاز برقرار نہ رکھوں"۔[14]

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ [15]

ترجمہ: "پس ان کے درمیان فیصلہ کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے۔"

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ [16]

ترجمہ: "جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں"۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[17]

ترجمہ: ''جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں''۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[18]

ترجمہ: ''جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں''۔

حدیث کی روشنی میں قضاء کی اہمیت:

منصب قضاء ایک مشکل اور وقت طلب کام ہے اس لئے اس منصب کو عدل وانصاف اور قرآن وسنت کے مطابق خوش اسلوبی سے انجام دینے والے کیلئے بڑے فضائل ہیں۔رسول اللہ ﷺ سے ایسی بے شمار احادیث منقول ہیں جس میں عدل وانصاف کی تاکیداور ظلم وستم پر وعید وارد ہے۔

عن بریدۃ قال رسول اللہ ﷺ القضاء ثلثة واحد فی الجنة واثنان فی النار فاما الذی فی الجنة فرجل عرف الحق فقضی به ورجل عرف الحق فجار فی الحکم فهو فی النار و رجل فقضی فی الناس علی جهل فهو فی النار[19]

ترجمہ: ''حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قاضی تین ہیں ایک جنت میں اور دو دوزخ میں ہیں جس شخص نے حق پہنچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنتی ہے اور جو شخص نے حق کو جاننے کے باوجود فیصلہ میں ظلم کیا وہ دوزخی ہے اور جس شخص نے جہالت پر لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا وہ بھی دوزخی ہے''۔

عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا حسد الا فی اشنین رجل آتاہ اللہ مالا فسلطه علی هلكة فی الحق و آخر اتاه الله حکمة فهو یقضی بها و یعلمها[20]

ترجمہ: ''حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف دو چیزیں ایسی ہیں جن میں حسد کیا جاسکتا ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال ودولت سے نوازا اور حق کے راستہ میں اس کو خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائی دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے حکمت ودانائی سے نوازا وہ اس کے مطابق فیصلے بھی کرتا ہو لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیتا ہو''۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی علیه وسلم قال من ولی القضاء فقد ذبح بغیر سکین[21]

ترجمہ: ''حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو منصب قضاء پر مقرر کیا گیا اس کو گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا''۔

اس حدیث سے منصب قضاء کی اہمیت اور نزاکت کی طرف اشارہ ہے۔اس منصب کی ذمہ داریاں اس قدر زبردست ہیں کہ ان کو پورے طور پر کماحقہ انجام دینا ایسا ہی مشقت اور تکلیف کا کام ہے جیسے بغیر چھری کے ذبح ہونا۔اسلام نے عدل وانصاف پر بہت زور دیا ہے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اسکی وضاحت کی گئی اور نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیشہ عدل وانصاف کو روا رکھا۔ پھر صحابہ

کرامؓ سے لیکر آج تک مسلم معاشرے میں عدل وانصاف کو بہت اہمیت حاصل ہے۔اسلامی نظام عدلیہ کو تین بڑے ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔پہلا دور حضور ﷺ کا یہ ابتدائی دور تھا، اس دور میں خلفائے راشدین کا دور بھی شامل ہے۔دوسرا دور عباسی خلفاء کا دور ہے اس کے بعد تیسرا دور جو دولت عثمانیہ میں جدید اصلاحات کے نفاذ کا دور ہے۔خلفائے راشدین کے دور کے بعد اموی اور عباسی عہد میں بھی نظام عدل کا سلسلہ چلتا رہا اُس کے بعد مسلم اسپین میں بھی مسلمانوں کی حکومت عروج پر تھی یہاں بھی سب سے مقدس اور بڑا عہدہ قضاۃ کا ہوتا تھا۔

جب برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو مسلمان حکمرانوں نے بے لاگ عدل کیا۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد وقتاً فوقتاً ہوتی رہی لیکن باقاعدہ آمد محمد بن قاسم کے سندھ فتح کرنے کے بعد اسلامی حکومت کے قیام سے ہوئی۔ہندوستان میں جب مسلمان آئے تو یہاں بھی وہی اسلامی قانون ان کا رہنما تھا۔فتح سندھ کے تقریباً تین صدیوں بعد غزنویوں کی حکومت پنجاب میں قائم ہوئی تو انھوں نے عرب حکومت کی طرز پر عدلیہ قائم کی۔اور عدلیہ کا یہ سلسلہ چلتا رہا بالآخر پاکستان میں کئی ریاستیں قائم ہوئیں ان میں سے ایک ریاست ''ریاست قلات'' تھی جن پر بلوچوں کی حکومت 1530ء میں قائم ہوئی اور یہاں بھی عدلیہ کا نظام متعارف کرایا گیا جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

ریاست قلات میں نظام قضاء:

تاریخ کی رو سے بلوچوں کی حکومت ریاست قلات میں 1530ء میں قائم ہوئی مگر بلوچوں کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے ان کی حکومت اتنی مستحکم نہیں تھی کہ وہ کوئی اپنا باقاعدہ قانون تیار کرتے۔اگرچہ بحیثیت مسلمان ان کے آپس کے معاملات شریعت کے مطابق طے پاتے تھے مگر تاریخ میں اس سلسلے میں کسی منظم عدالتی کوشش کا سراغ نہیں ملتا ہے۔بلوچ عوام کے معتبر واہل علم پر مشتمل ایک جرگہ ہوتا تھا جو آپس کے معاملات کا فیصلہ کرتا۔

جہاں کوئی شرعی معاملہ پیش آتا تو وہاں کسی عالم دین سے مسئلہ کا حکم معلوم کرکے جرگہ اس کا فیصلہ کر دیتا۔[22]

سب سے پہلے جس شخص نے ریاست قلات میں محکمہ قضاء کی بنیاد رکھی وہ موجودہ خوانین قلات کے جد امجد ''میر احمد یار خان'' (1666ء یا 1695ء) تھے[23]۔ان کے دور میں تمام معاملات کا فیصلہ باقاعدہ عدالتی طریقہ کار کے مطابق شریعت کے احکام کی روشنی میں ہوا کرتا تھا۔وہ خود ایک نیک سیرت اور پابند شریعت حاکم تھے۔ان کے بعد خوانین کے دور میں قضاء کا محکمہ بدستور نافذ رہا۔ حتیٰ کہ بلوچوں کے خان اعظم میر نصیر خان نوری کا زمانہ (1749ء) آیا۔[24]

خان اعظم میر نصیر خان نوری بلوچی دنیا کا فقید المثال بلوچی رہنما کہلاتا ہے۔نہ صرف عظیم رہنما، سپہ سالار اور اولوالعزم قومی حکمران تھا۔ بلکہ ایک پاکیزہ شخصیت اور شریعت کے پابند و نیک سیرت انسان تھے۔ بلوچی تاریخ میں ان کا نام آفتاب وماہتاب کی طرح جگمگاتا رہے گا۔وہ بلوچوں کے قومی اتحاد کے عظیم علمبردار تھے۔وہ پہلا بلوچ حکمران تھا جس نے بین الاقوامی سطح پر دیگر اقوام سے

تعلقات قائم کئے اور دور دور تک شہرت پائی۔ وہ ایک بزرگ حکمران کی حیثیت سے بلوچوں میں مشہور ہیں۔ اسی بزرگی کی وجہ سے انہیں نصیر خان ولی اور نصیر خان نوری کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے[25]۔ انہوں نے اپنی دور حکمرانی میں شریعت کے نفاذ کے لئے باقاعدہ کمیٹی تشکیل دی اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں شرعی احکام کو نافذ فرمایا۔ تمام قبائلی علاقوں میں مسجدیں بنوائیں۔ پابندی صوم صلوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق باقاعدہ سرکاری طور پر احکامات جاری کئے۔ محتسب کا ادارہ قائم کیا۔ پردے کی پابندی کے لئے احکامات جاری کئے۔ تمام غیر اسلامی اور غیر شرعی رسومات کو موقوف کیا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے شرعی احکام کے مطابق درّے لگانے اور دیگر شرعی سزاؤں کا اجراء فرمایا۔

نصیر خان اعظم نے بلوچی دنیا میں غیر اسلامی رسوم جاری وساری تھیں ان کو بیک جنبش قلم نیست و نابود کر کے خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے شرعی سزائیں مقرر فرمائیں۔[26]

تاریخ خوانین بلوچ میں میر احمد یار خان لکھتے ہیں: ''خان اعظم نے ایک ایسا دستور حیات بلوچی دنیا میں نافذ کر دیا جو کہ بلوچی رسم ورواج اور شرع انور کا عجیب وغریب امتزاج تھا۔ تبلیغ دین متین کے لئے زور وشور سے کام جاری وساری تھا اور شرعی فیصلوں سے متعلق ملک بھر میں محکمہ قضاء قائم کیا۔ میر نصیر خان نے اجراء شرعی محمدیؐ اور باقاعدہ تبلیغ دین متین کے لئے ایک منظم تبلیغی و تحقیقی کمیٹی مرتب فرمائی تاکہ وہ لوگوں کو دین اسلام کے احکام وارکان سے باخبر اور آشنا کریں اور خان اعظم وقتاً فوقتاً دورہ کر کے یہ معلوم کرلے کہ احکام دین وارکان اسلام پر کہاں تک عمل درآمد ہو رہا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں نوے درّے لگانے کا حکم فرمایا۔ اس شرعی کمیٹی کے لئے آخوند غلام محمد کا تقرر فرمایا''۔[27]

شرعی احکامات کے نفاذ اور دین اسلام کی تبلیغ کے لئے خان اعظم میر نصیر خان نے سال 1159ء میں باقاعدہ ایک فرمان جاری فرمایا تھا جس میں دیگر شرعی احکامات کے علاوہ ''حد قذف'' کے نفاذ کا حکم موجود ہے اور سود کی ممانعت کا بھی۔ یہ شرعی احکامات اس وقت تک بلوچی حکومت میں نافذ رہے جب تک انگریزوں نے قلات پر قبضہ نہیں کیا۔ پھر جیسا کہ انہوں نے ہندوستان سے شرعی احکامات اور شرعی عدالتوں کو ایک ایک کر کے ختم کیا اور ان کی بجائے انگریزی عدالتوں اور قوانین کو نافذ کیا۔[28]

اسی طرح قلات میں بھی انگریزوں نے شرعی احکامات کی بجائے جرگہ سسٹم جاری کیا جو انگریزوں کے نامزد سرداران پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ 1876ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد انگریز بلوچستان کے طول وعرض کے مالک بنے۔ خان خدائیداد خان کو انہوں نے ہز نائی نس کا لقب دے کر مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ کی رقم اس کے لئے بطور وظیفہ مقرر کر دی۔ اور بالآخر سال 1893ء میں بلوچ سرداروں کی ایما پر اسے معزول کر کے اس کے بڑے بیٹے محمود خان کو خان قلات مقرر کیا اور اس کے والد خدائیداد خان کو چند سال کے بعد جیل میں مقید رکھا جو جیل ہی میں فوت ہو گئے۔

میر محمود خان سال 1931ء تک قلات کے خان رہے مگر حکومت میں انگریزوں کے قوانین چلتے رہے۔ ان کی وفات کے

بعدان کے چھوٹے بھائی میر اعظم خان کو خان مقرر کیا گیا۔ان کا دور صرف ایک سال نو ماہ رہا۔انہوں نے اپنے دور میں سرداروں کے ساتھ کچھ تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہ خان ایک سمجھ دار نیک سیرت انسان تھے۔ مگر انگریزی عمل دخل کی وجہ سے اس کے دور میں بھی اسلامی قوانین کے بارے میں کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی[29]۔1933ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے "خان احمد یار خان" والی قلات بنے جو اپنے جد امجد میر نصیر خان نوری کی طرف نیک سیرت انسان اور پاکباز انسان تھے۔ باوجود انگریزی حکومت کے عمل دخل کے انہوں نے آتے ہی بلوچی علاقوں کا دورہ کیا۔ تمام بلوچ سرداروں سے اپنے روابط استوار کئے۔اپنے دور حکومت میں تعمیری و سیاسی امور سرانجام دینا شروع کیے۔ اولین اقدام انہوں نے یہ اٹھایا کہ اپنے جد امجد کے فرمان شریعت 1159ء کو انہوں نے دوبارہ سارے بلوچستان میں نافذ کیا جس کی رو سے تمام غیر اسلامی رسوم کی بندش اور اسلامی احکامات کے نفاذ کا حکم جاری فرمایا[30]۔

یہ فرمان فارسی زبان میں ہے اور حسب ذیل ہے:

"حکم عالی شد آنکہ سرکردگان و سائر مردمان ایلات براہوی جہلان و مردہ سکنائے رودین جو، سوراب، وگدر، مشکے ونال، وڈھ، وخضدار، وزیدی وکرخ وچکو وباغبانہ وزہری وہندران وغیرہ۔بتوجہات خاطر عالی بودہ بدانند کہ درین وقت، فضیلت وبلاغت پناہ قاضی غلام محمد محتسب ورفعت نشان پنڈوخ چوبدار را برائے اجرائے امر معروف و نہی عن المنکر حکماوبدلات واستمالت اجراء می نمایند سعی باید کہ ہر احدے ایشان موجب ولدلت واسمالت محتسب مزبور"۔[31]

1: سرور طنبور، ونے، وچنگ، ودف وغیرہ سرود ہاوبدعت خانہ ہائے فقیراں وشادی وعروسی وسنت وشور۔

2: مردان وزنان در عروسی بازی ورقص نہ کنند۔

3: بنج وچرس وغیرہ مسکرات نہ خورند وزراعت بنج ہم نہ کنند۔

4: ضعیف ہا(زنان)روبرہنہ در بازار وکوچہ ہانہ گردند۔

5: سیر وصحبت کہ جوانان جمع شدہ در تکیہ ہاوغیرہ جاءہا گوسفند کشتہ جشن می کنند۔

6: سودائے بریدہ کہ بیع سلم است بغیر ہفت شرط شریعت نہ کنند۔

7: مردان وزنان مسلمان در ماتم ہا سر برہنہ نہ کردہ روئے وجان نہ خراشیدہ وخون نکردہ نوحہ نمایند۔

8: در دائرہ فقیران مسلمانان را نشستن نہ گزارند ومردہ مسلمانان زلف نہ گزارند۔

9: نماز جمعہ راا ستوار داشتہ در شہرہا ناغہ نہ کنند وہر کس بہ مسجد ہانان پختہ ہر محلہ ملاہائے مساجد خود درابد ہند و نماز ہادر اول وقت خواندہ بہ تنگ وقت نہ گزارند۔

10: مردان وزنان را تہمت ناحق بر زنامی دہند ہشتاد درہ بہ تہمت دہندہ زدہ بہ سختش باور نہ کنند۔ پسر ودختر را بے گناہ ایذانہ

رسانند۔[32]

11: شیخ ہا کہ بر سر بیمار بردن نہ گزارند وبہ گفتہ ایشان باور نہ کنند۔

12: گوسفند بر سر قبرستان وسنگ آستانہ وکشتہ وروئے خونی فرزند عروسی واسپ وغیرہ نہ کنند وگوشت آن حرام مطلق است۔

13: ازمال زکوٰۃ چہل یک بدہند وزمین ہاکسے خراج نمی دہند ''دہ یک'' زکوٰۃ بدہند۔

14: مسلمانان وہندوان راسو گرفتن نہ گزارند۔

تحریر فے التاریخ 25 جمادی الثانی 1159ء ھجریہ النبویہ۔[33]

مذکورہ بالا فرمان کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:

حکم عالی ہوا کہ سرداران اور تمام عوام الناس جھالاوان کے براہوی جو سوراب، گدر، مشکے نال، وڈھ، خضدار، زیدی کرخ، چکو باغبانہ، زہری پندران کے رہنے والے توجہ سے جانیے کہ اس وقت فضیلت وفضائل محترم قاضی غلام محمد عرف ہندوخ جوبدار کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر جاری کرنے کے واسطے آپ کی طرف روانہ کر دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حکماً اور دلالتاً واستعمالاً جاری کرتے رہیں۔

اور احکامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1: سرور، طبل، بین، باجہ، دف اور دیگر آلات وموسیقی جو فقیروں کے بدعت خانے اور شادی کے موقع پر ان چیزوں کے استعمال سے گریز کیا جائے۔

2: خواتین حضرات شادی کے موقع پر رقص کرنے سے اجتناب کریں۔

3: بھنگ اور چرس ودیگر نشہ آور اشیاء نہ استعمال کریں اور بھنگ کی کاشت بھی نہ کی جائے۔

4: بوڑھی عورتیں جو بازار اور گلیوں میں بے پردہ گھومتی ہیں۔ وہ نہ گھوما کریں۔

5: سیر وتفریح کے وقت اور مقابر (مزارات) پر جو بکرا کاٹا جاتا ہے کوئی نہ کریں، یہ بدعت کی جڑ ہے۔[34]

6: بیع السلم بغیر سات شرط پورے کئے ہوئے نہ کی جائے۔ وہ سات شرائط یہ ہیں کہ: (1) عقد معلوم ہو۔ (2) جنس معلوم ہو۔ (3) نوع معلوم ہو۔ (4) صفت معلوم ہو۔ (5) مقدار معلوم ہو۔ (6) اجل معلوم ہو۔ (7) راس المال معلوم ہو۔[35]

7: مسلمان مرد اور عورتیں ماتم میں سر ننگا نہ کریں اور سینہ کوبی نہ کریں۔

8: فقیروں کے محفل میں مسلمانوں کو بیٹھنے کی اجازت نہ دی جائے اور سر پر چوٹی نہ چھوڑیں۔

9: نماز جمعہ کو قائم کریں اور شہروں میں اس کا ناغہ نہ ہو۔ اور اپنے علمائے کرام کی نان ونفقہ کے ذریعے خدمت کریں اور نماز کو پہلے وقت میں پڑھا کریں اور تنگ وقت کا انتظار نہ کریں۔

10: مرد عورتوں پر ناجائز تہمت زنانہ لگائیں، تہمت لگانے کی صورت میں (80) اسی درے لگائے جائیں اور اس کی بات بھی نہ مانی جائے۔

11: مجاور لوگ جو سر پا بال رکھتے ہیں اور ان کو بیمار لوگوں لے جایا جاتا ہے اس قسم کے مجاور لوگوں کے سر کے بال مونڈھ دیئے جائیں اور ان کی کسی بات کا اعتبار نہ کیا جائے۔

12: قبرستانوں اور مزارات پر جو بکرے ذبح کئے جاتے ہیں ان کا گوشت مطلق حرام ہے۔

13: مال زکوٰۃ سے چالیسواں (40) حصہ اور وہ زمین جس پر خراج ادا نہیں کیا جاتا اس کا عشر دیں۔

14: مسلمان اور ہندو سود کے لین دین کو بند کریں۔

15: علمائے کرام کا خیال رکھا جائے اس کو خیرات تک دی جائے نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے کوئی ایک بھی شریعت کے دائرے سے باہر قدم نہ رکھے۔[36]

اس فرمان کے بعد خان احمد یار خان نے 1937ء میں ایک اور فرمان جاری کیا جس میں دیگر امور کے علاوہ ''دیوانی مقدمات'' کے فیصلے کیلئے شریعت کو قانون مقرر فرما کر حکم صادر کیا۔اسی فرمان کے شمار نمبر 5 میں ''قاضیوں'' کے تقرر کا بھی ذکر ہے کہ تمام علاقوں میں قاضی تقرر کئے جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد مختلف احکامات و مختلف شرعی قوانین کے نفاذ کے سلسلے میں دربار قلات سے فرمان جاری ہوتے ہیں، چنانچہ بلوچستان کے ہر علاقے کیلئے ''مُبلّغ کی تقرری، مدارس کا قیام اور قاضیوں کا تقرر'' عمل میں لایا گیا۔

قاضی لوگوں کے مقدمات کی سماعت سیدھے سادے اور اسلامی طریقے سے کر کے انتظامیہ سے ان فیصلوں کا نفاذ کرواتے اور قاضیوں کے فیصلے کے خلاف ''وزارت معارف'' قائم کی گئی۔[37]

1949ء کو ایک اور فرمان جاری کیا گیا: کہ دیوانی مقدمات کا فیصلہ ہر حال میں شریعت کے مطابق کیا جائے۔امیر غریب سردار عوام کا فرق نہ کیا جائے۔ چنانچہ کئی مثالیں ہیں کہ جس میں ''خان آف قلات'' خود بھی بحیثیت مدعی علیہ قاضی کے عدالت میں پیش ہوئے اور اپنے خلاف فیصلہ سن کر فوراً عملدرآمد کا حکم دیا۔[38]

اس کے علاوہ فوجداری مقدمات کے سلسلے میں ''محکمہ انصاف'' قائم فرمایا اور ''تعزیرات قلات'' کے نام سے ایک پینل کو ڈ تشکیل دیا گیا۔ملک بھر میں قتل و جرائم کے لئے جو ضابطہ محض خون بہا کی صورت میں موجود ہے ان کو منسوخ کر کے ان کی جگہ قصاص و دیت کا اسلامی طریقہ رائج کیا۔ اس کے علاوہ خان اعظم نے اپنے دور حکومت میں کئی محکمے قائم کئے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1: مذہبی معاملات:

مذہبی معاملات سے متعلق ادارے کا قیام عمل میں لایا۔دیوانی مقدمات کے لئے ہر تحصیل میں قاضی کا تقرر، مجلس شوریٰ کا قیام اور وزارت معارف قائم کیا گیا۔

2:شریعت کا نظام:

شریعت کا نظام بحال کر دیا گیا۔ اسلامی احکامات کی توضیح کے لئے مبلغین اور واعظین مقرر کئے گئے۔ خان اعظم کے فرمان کو دوبارہ نافذ العمل کرایا گیا۔

3: محکمہ انصاف:

ایک پینل کوڈ بنام " تعزیرات قلات " جاری کر کے بلاامتیاز سب کے لئے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا گیا۔ ظلم وجبر واستحصال کو روک دیا گیا۔

4: تعلیمی اصلاحات:

طلباء کے لئے تعلیمی وظائف جاری کئے گئے۔ طالب علموں کو ہندوستان کی اہم درس گاہوں اور بیرون ملک یونیورسٹیوں میں بھیجا گیا۔ ریاست میں تعلیمی اداروں کا جال بچھانے کے لئے تیزی سے اقدامات کئے گئے۔[39]

5: دستور العمل دیوانی قلات:

اس کے بعد قلات میں دیوانی مقدمات کے لئے دستور العمل دیوانی قلات کے نام سے ایک قانون بنایا گیا، جو اب تک نافذ ہے جس کی رو سے علماء کرام کا ایک پینل ہر قسم کے دیوانی مقدمات کا فیصلہ شرع انور کے احکامات کی روشنی میں کرتا ہے۔

نیز ایک قانون " قانون شہادت ریاست قلات " کے نام جاری کیا گیا اور فوجداری مقدمات کے لئے "ضابطہ فوجداری" کا نفاذ بھی عمل میں لایا گیا۔[40]

بلوچستان میں نظام قضاء کی موجودہ حیثیت:

اس وقت بلوچستان میں قضاء کا محکمہ دو قوانین کے ذریعے قائم ہے۔

1: ایک قانون دستور العمل دیوانی قلات جو سابقہ ریاست ہائے متحدہ بلوچستان میں نافذ ہے۔

2: دوسرا بلوچستان دیوانی تنازعات اطلاق شریعت ریگولیشن 1976ء ہے جو بلوچستان کے قبائلی علاقوں میں سال 1976ء سے نافذ ہے۔

سابقہ ریاست ہائے متحدہ بلوچستان سے مراد: سابقہ ریاست قلات بشمول کچھی، ریاست خاران، ریاست مکران و ریاست لسبیلہ جو بلوچستان کے جنوبی علاقے ہیں۔

قبائلی علاقوں سے مراد: ڈیرہ بگٹی، کوہلو، مری، لورالائی ڈویژن (سوائے تحصیل دکی)، چاغی (سوائے تحصیل نوشکی)۔ اور بلوچستان کے مشرقی، شمالی اور مغربی علاقے ہیں اور وسطیٰ بلوچستان کے کچھ علاقوں میں انگریزی قانون نافذ ہے۔ ان علاقوں میں نصیر آباد ڈویژن، اوستہ محمد سب ڈویژن، سبی ڈویژن، ضلع زیارت، ضلع کچھی سے تحصیل مچھ، کوئٹہ اور چاغی سے نوشکی تحصیل شامل ہیں۔[41]

دستور العمل دیوانی اور ریگولیشن 1976ء میں فرق:

1: دستور العمل دیوانی قلات کے تحت قائم قاضی عدالتوں کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ابتدائی عدالت کی حیثیت سے لاکھوں مالیت کی جائیداد کے دعویٰ کی سماعت اختیارا نہیں حاصل ہے۔عدالت مجلس شوریٰ دستور العمل دیوانی قلات کی رو سے صرف عدالت اپیل ہوتی ہے۔اسے ابتدائی سماعت کے کسی مقدمے کا اختیار سماعت حاصل نہیں ہے۔جبکہ اس کے برعکس ریگولیشن کے تحت قائم قاضی عدالتوں کو ابتدائی سماعت کے مقدمات کا اختیار پچاس ہزار روپے مالیت تک حاصل ہے۔پچاس ہزار سے زائد مالیت کے مقدمات کیلئے ابتدائی عدالت مجلس شوریٰ ہے۔

2: دوسرا فرق دستور العمل دیوانی اور ریگولیشن میں یہ ہے کہ دستور العمل کی رو سے قاضی ہر ایک کے خلاف مقدمہ سماعت کر سکتا ہے۔خواہ حکومت کے خلاف ہو یا نیم سرکاری ادارے کے خلاف ہو۔جبکہ ریگولیشن کی رو سے قاضی حکومت یا نیم حکومتی اداروں کے خلاف مقدمات کی سماعت کا اختیار نہیں رکھتا۔

3: تیسرا فرق ہے کہ دستور العمل دیوانی قلات کے علاقوں میں فیملی کورٹ ایکٹ، رینٹ کنٹرول ایکٹ اور بلوچستان ٹیننفنسی آرڈر نینس مجریہ 1976ء نافذ ہیں۔جن کی رو سے قاضی فیملی کورٹ جج اور رینٹ کنٹرولر ہوتا ہے۔فیملی کورٹ کی اپیلوں کا اختیار سماعت صدر مجلس شوریٰ کو حاصل ہے۔اس میں ممبران مجلس شوریٰ نہیں بیٹھ سکتے۔جبکہ رینٹ کے مقدمات کی اپیل ہائی کورٹ میں دائر کی جاسکتی ہے اور بلوچستان ٹیننفنسی آرڈر نینس کی رو سے مالک اور مزارع کا مابین مقدمات کا اختیار سماعت دیوانی عدالت کو نہیں بلکہ ریونیو عدالت کو حاصل ہوتا ہے۔اس کے برعکس ریگولیشن کے تحت مندرجہ بالا تمام قسم کے مقدمات کا اختیار سماعت قاضی کو حاصل ہوتا ہے۔جہاں یہ قوانین نافذ نہیں ہوتے ہیں۔

4: چوتھا فرق دستور العمل اور ریگولیشن میں ہے کہ دستور العمل کی رو سے مجلس شوریٰ میں اپیل کی سماعت دو ممبران مجلس شوریٰ کر سکتے ہیں۔خواہ ان میں صدر مجلس شوریٰ ہو یا نہ ہو۔جبکہ ریگولیشن کے تحت قائم کردہ عدالت مجلس شوریٰ میں اپیلوں کی سماعت اور ابتدائی مقدمات کے دوران ضروری ہے کہ دو ممبران میں سے ایک چیئرمین ہو صرف دو ممبران سماعت نہیں کر سکتے۔

5: پانچواں فرق ہے کہ ستور العمل والی مجلس شوریٰ میں اختلاف رائے کی صورت میں صدر مجلس شوریٰ کی رائے معتبر ہو گی۔جب سماعت صدر اور ایک ممبر کر رہے ہوں۔تین ممبران کی صورت میں کثرت رائے کا اعتبار ہو گا۔

دو ممبران کے مابین اختلاف کی صورت میں اپیل تیسرے ممبر یا صدر مجلس شوریٰ کو پیش ہو گی اور کثرت رائے سے اپیل کا فیصلہ ہو گا۔اس کے برعکس ریگولیشن میں اگر اختلاف رائے ہو تو عدالت ماتحت کا فیصلہ عدالت مجلس شوریٰ کا فیصلہ قرار پائے گا۔[42]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خان قلات نے ریاست قلات میں جو نظام قضاء متعارف کرایا جو ایک بہترین نظام قضاء تھا اور اس کے ذریعے تمام کیسز جلدی حل ہو جاتے تھے۔عوام کو آسانی سے انصاف مہیا ہوتا تھا اور اس وقت الحمد اللہ بلوچستان کے کافی اضلاع میں یہ

سلسلہ نافذ العمل ہے۔

حوالہ جات

[1]مولوی فیروزالدین، فیروزاللغات، فیروز سنز، کراچی۔ 1970ء، ص 180

[2]بنی اسرائیل:23

[3]الجمعہ:6

[4]کاسانی ،علامہ ابو بکر بن مسود حنفی ،بدائع الضائع فی ترتیب الشرائع ، دارا لفکر، بیروت،1980ء، ص 62

[5]بنی اسرائیل:23

[6]افریقی ،ابن منظور ابو الفضل محمد بن مکرم ،لسان العرب ،دارصادر، بیروت،1970ء، ص 180

[7]ص:26

[8]عثمانی، مفتی محمد تقی،آسان ترجمہ قرآن،ادارۃالمعارف، کراچی،2004ء،ج2،ص118

[9]النور:51

[10]النسا:۴

[11]الشوریٰ:15

[12]مودودی، سیدابوالاعلی، تفہیم القرآن،ادارہ معارف اسلامی،لاہور،1990ء،ج 2،ص190

[13]عثمانی، علامہ شبیر احمد، تفسیر عثمانی،ادارہ تالیفات اشرفیہ،ملتان،1990ء، ص 290

[14]الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاءالقرآن، ضیاالقرآن فاؤنڈیشن،لاہور،1988ء، ص 371

[15]المائدہ:49

[16]المائدہ:44

[17]المائدہ:45

[18]المائدہ:47

[19]السجستانی، ابو داؤدسلیمان بن اشعث ،السنن ،کتاب الاحکام، باب فی طلب القضاء، مکتبہ امدایہ، ملتان،1980ء، حدیث3573

[20]البخاری ،ابوعبدالله محمد بن اسماعیل ،الجامع الصحیح،کتاب الاحکام، باب فی القاضی یخطئی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 1380ھ، حدیث3575

[21]السجستانی، ابو داؤدسلیمان بن اشعث ،السنن ، کتاب الاحکام، باب اجرمن قضی بالحکمة، حدیث7228

[22]قاضی محمد انور، ذکری ریاست قلات کے حکمرانوں کے نظر میں، مکتبہ دارالعلوم، بھاگ ناڑی، بلوچستان،1994ء، ص 07

[23]ایضاً

[24]میر احمد یار خان،تاریخ بلوچ قوم وخوانین بلوچ،کتاب گھر اردو بازار،لاہور،2004ء،ص30

[25]ایضاً

[26]فاروق بلوچ،خان اعظم میر نصیر خان نوری،فکشن ہاوس،لاہور،2012ء،ص 30

[27]میر احمد یار خان،تاریخ بلوچ قوم وخوانین بلوچ،ص33

[28]فاروق بلوچ،خان اعظم میر نصیر خان نوری،ص23

[29]گل خان نصیر،تاریخ خوانین قلات،گوشہ ادب،کوئٹہ،2005ء،ص 65

[30]ایضاً

[31]قاضی محمد انور،ذکری ریاست قلات کے حکمرانوں کے نظر میں،ص40

[32]ایضاً

[33]ایضاً،ص42

[34]ایضاً،ص45

[35]القدوری البغدادی،احمد بن جعفر، مختصر القدوری،سعید کمپنی،کراچی،باب السلم،ص180

[36]میر احمد یار خان،تاریخ بلوچ قوم وخوانین بلوچ،ص46

[37]ایضاً،ص71

[38]ایضاً

[39]گل خان نصیر،تاریخ قوانین قلات،ص66

[40]ایضاً

[41]لیکچرر قاضی محمد انور،دارالعلوم،بھاگ ناڑی،جون2007ء

[42]ایضاً